ملائشیا کی تاریخ پر ایک نظر

ڈاکٹر عبدالحمید عثمانی

ترجمہ : محمد اصغر نیازی

محترم المقام علماء و العظام

یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھے حضارۃ الاسلامیہ کے مذاکرات میں شمولیت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے نیز کمال شفقت سے مجھے اسلامی تہذیب و ثقافت کی تعمیر و ترقی میں ملاوی زبان کی شرکت اور مساعی کے بارے میں مضمون لکھنے اور سنانے کا زریں موقع عطا فرمایا گیا۔ میں اس کانفرنس کے کارپردازان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ہم جیسے دور دیس میں رہنے والے بھائیوں کو بھی یاد رکھا۔ یہ سراسر اس اسلامی اخوت کے صادق جذبے کا نتیجہ ہے جس نے پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کو بھائی چارے کی ایک لڑی میں پرو رکھا ہے۔ میں ان حضرات کی ان مساعی کو بھی امتنان و احسان کی نظر سے دیکھتا ہوں جن کے نتیجے میں دور دراز کے نامور علماء و فضلا جوق در جوق مملکت اردن کے شہر عمان میں اکٹھے ہوئے ہیں اور سر جوڑ کر کل مسلمانوں کی بہتری کے لیے سوچ بچار میں اپنا حصہ ادا کر رہے ہیں۔ مجھ پر واجب ہے کہ میں اس تقریب سعید کے پُر وقار انعقاد پر مملکت اردن کی ہاشمی قیادت کو مبارک باد پیش کر دوں اس کانفرنس میں بطور خاص اقوام شرق کی عظیم زبانوں کی اسلامی تہذیب و ثقافت میں شرکت اور مساعی پر مذاکرات کا اہتمام بہت ہی خوش آئند بات ہے اور انشاء اللہ یہ دور رس نتائج کی حامل ہو گی۔

جہاں تک اس اجلاس میں میری اس ٹوٹی پھوٹی گفتگو کا تعلق ہے، اسے کسی علمی اور فکری کاوش کے طور پر نہ لیا جائے۔ میں نے تو اس کانفرنس میں شمولیت کے اعزاز کے حصول کیلیے

یہ ذمہ داری قبول کی ہے۔ دوسرے اسلامی تہذیب کی تعمیر و ترقی کے لیے اپنی زبان کی مقدور بھر خدمات کے بارے میں عالمِ اسلام کے دانشوروں کو آگاہ کرنا بھی ایک بہت بڑی سعادت ہے مقصد صرف یہی ہے کہ انھیں بھی معلوم ہو کہ جنوب مشرقی ایشیا کے علاقے میں رہنے والے مسلمان حضارۃ الاسلامیہ کی تعمیر و ترقی کے میدان میں عربوں، ترکوں، ایرانیوں اور برصغیر ہند و پاک کے مسلمانوں کی طرح برابر کے شریک ہیں۔

ملائشیا کی تاریخ پر ایک نظر

ملاوی زبان کی خدمات پر گفتگو سے پہلے میں ملائشیا کی تاریخ کے بارے میں حاضرین کو بتلانا اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ ملاوی زبان بولنے والوں کے بارے میں بھی تھوڑی بہت آگاہی حاصل کر لیں نیز پس منظر اور پیش منظر پوری طرح ان کے سامنے آجائے۔ مختلف مکاتیبِ فکر ملائشیا کی قدیم تاریخ کے بارے میں مختلف آرا رکھتے ہیں۔ البتہ زیادہ فائق رائے یہ ہے کہ جزیرہ ملایا کے شمال میں اولین سیاسی ریاستیں جنھیں آج کل ملائشیا کہا جاتا ہے۔ کوئی نو سو عیسوی کے لگ بھگ وجود میں آئیں۔ ان میں سے کچھ ریاستیں سری فجایان کی شہنشاہیت کے زیرِ اثر تھیں جن کا مرکز انڈونیشیا کے جزیرہ سومطرہ کے شہر پالمبانج میں تھا تیرھویں صدی کے اوائل میں ایک خوفناک تصادم کے نتیجے میں انڈونیشیا کی شہنشاہیت جسے مجاپاہیت کہا جاتا تھا اور تایلاند میں ایتایلا بایدکی شہنشاہیت سری فجایان کے ہاتھوں مغلوب ہو گئیں۔ چودھویں صدی کے آغاز کے ساتھ بتدریج نئی صورتِ حال سامنے آنے لگی پھر ملاکا کی بادشاہت کا عہد شروع ہوا جسے علامہ عصر الذہبی نے ملایا کے قبیلے کی سیاسی قوت سے قائم کیا تھا اور جب جزیرہ نما ملایا میں اسلام داخل ہوا تو وہ نئی سیاسی تبدیلیوں کا ایک اہم سبب بن گیا اور جزائر ملائشیا کی تشکیلِ نو میں ناگزیر عامل کی حیثیت اختیار کر گیا۔ جزیرہ نما ملایا جسے اب مغربی ملائشیا کہا جاتا ہے کی سیاست ترینجانو میں سب سے پہلے اسلامی تبلیغ کے اثرات داخل ہونا شروع ہوئے اور ہوتے ہوتے سارے جزیرے میں پھیل گئے۔ ملاکا کی ریاست میں اسلام کی اشاعت خاص طور پر بڑھ گئی۔ البتہ ایسی مستند تاریخی شہادتیں دستیاب نہیں ہو سکیں جن سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو تا کہ اسلام یہاں کیسے پہنچا اور کیسے پھیلا۔ تاہم ملاکا میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کی تعلیم و ترویج بھی شروع ہو گئی اور کثرت سے مدرسے اور کتب خانے بننے لگے۔ بلکہ رفتہ رفتہ اسلام پورے ملک کے سب سے بڑے مذہب کی حیثیت اختیار کر گیا۔ بیسویں صدی کے

شروع میں مغربی اثرات نے غلبہ حاصل کرنا شروع کیا لیکن ملائشیا کے سپوتوں نے اس فکری استیلا کا مقابلہ کیا۔ یہی وہ دور ہے جب شیخ جمال الدین افغانی اور شیخ محمد عبدہ نے ملکوں ملکوں اپنا پیغام اور تعلیمات پہنچانے کے عظیم الشان کام شروع کیا۔ ملائشی علماء مثلاً شیخ الہادی اور شیخ الطاہر جلال الدین وغیرہ نے ان کے افکار کو اپنے ہاں متعارف کرایا۔ ۱۹۳۰ء میں جمعیت الاسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی اور دین اسلام کی اشاعت اور تعلیم و تعلم کا کام اس کی سرپرستی میں تیزی سے ہونے لگا۔ اتحاد ملایا کی آزادی کا اعلان ۳۱ اگست ۱۹۵۹ء میں ہوا جس کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے پرچار کا نیا دور شروع ہوا کیونکہ استعمار اور استیلاء کے دور میں تعلیم اسلامی صرف دینی مدارس تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ جہاں تک مغربی ملائشیا میں دعوت اسلام کی نشر و اشاعت کا تعلق ہے تو اس میدان میں حکومت وقت کی مساعی قابل داد ہیں خصوصاً وزیر اعظم تنکو عبدالرحمن کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے اس کام کو خوب فروغ حاصل ہوا۔

جمعیت الاسلامیہ کے تحت مکہ مکرمہ میں دارالارقم کے نام کی مناسبت سے ایک ایسے مرکز کا اجرا ہوا جس میں مختلف زبانوں جیسے ملاوی، چینی، انگریزی اور ہندی میں ہونے والے کام کا جائزہ لیا جانے لگا۔

بہرحال ملک میں ایسے ادارے، مدارس اور مراکز بننے لگے جو ملاوی زبان میں ہونے والے اس کام کی سرپرستی اور نگرانی کرنے لگے جو اسلامی تہذیب و ثقافت کی پیش رفت کیلئے ہو رہا تھا۔

ملاوی زبان

اگرچہ ہماری قومی زبان ملاوی ہے لیکن باعتبار زمان یہ ایک نئی زبان ہے اور عربی اور انگریزی کی طرح قدیم نہیں بلکہ اسے رائج ہوئے چند ہزار سال ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسے ابھی سرکاری زبان کا درجہ حاصل نہیں البتہ ذریعہ تعلیم کے لحاظ سے اس کی اپنی اہمیت ہے۔

اسے سترہ ملین کے لگ بھگ ملاوی قبیلے کے لوگ بولتے ہیں اور انڈونیشی قبیلے میں اس زبان کو استعمال کرنے والوں کی تعداد ۱۰ ملین ہے جن میں ۸۵ فیصد مسلمان ہیں۔ تاہم ملاوی بولنے والوں میں بڑی اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ بہرحال ملاوی بولنے والوں کی کل تعداد ۲۰۵،۰۰۰،۰۰۰ کے لگ بھگ ہے جن میں ۷۰ ملین جنوب مشرقی ایشیا کے مسلمان ہیں۔

جہاں تک اسلام کی ملایا میں اشاعت کا تعلق ہے تو پہلے یہ مشرقی ہند کے علاقوں میں پھیلا

مشہور سیاح مارکوپولو نے اپنے سفرنامے میں اس علاقے کے ایک شہر فرلق کے بارے میں لکھا ہے جو اجمو ابہ انڈونیشیا کے ایک جزیرے سوماٹرہ کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ مارکوپولو نے اپنے وہاں قیام اور وہاں کے مسلم باشندوں کے احوال لکھے ہیں۔ جزیرہ سوماٹرہ کے مشرقی ساحل سے ایک ایسے پتھر کا ٹکڑا ملا ہے جس پر کندہ عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں ملک الصالح کا مقبرا تھا جو اپنے وقت کا سلطان تھا اور جزیرہ سوماٹرہ کی ریاستوں میں ایک ریاست فاسلی پر حکومت کرتا تھا وہ سن ۱۲۹۷ء میں فوت ہوا نیز اس دریافت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں کے باشندے اور بادشاہ دین اسلام کے پیروکار تھے اور شریعتِ محمدیہ کے ماننے والے تھے۔ ۱۳۴۵ء میں ابن بطوطہ نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ اس شہر بلکہ قریبی سارے شہروں کا مذہب اسلام تھا۔ یہ سب معلومات بیان کرنے کی اس لیے ضرورت پڑی ہے کہ ملاوی زبان پر مسلم عربوں کے اثرات اس قدر قدیم اور قوی ہیں کہ اس کی گرامر اور الفاظ و تراکیب کا ۳۰ فیصد حصہ عربی زبان سے ماخوذ ہے اور یہ بات بھی اہم ہے کہ ملاوی حروف بھی عربی زبان والے ہیں۔ البتہ کہیں کہیں نئے پن کی جھلک نظر آتی ہے۔ خصوصاً اہل جاوا تو انہی حروف کے ساتھ کتابت سیکھتے اور سکھاتے ہیں اور یہ ان اوّلین مسلمانوں کی شبانہ روز کی کوششوں کا نتیجہ ہے جنھوں نے اشاعتِ اسلام کے کام لیے زبان کے وسیلے کو بڑی خوش اسلوبی سے استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی بھی اس زبان کو نظر انداز کر کے اس علاقے میں کسی طرح کا کوئی کام کما حقہٗ سرانجام نہیں دے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ملاوی زبان ایک آسان اور ملائم زبان ہے اور قواعد و قوانین گرامر کی سنگینیوں سے ممکنہ حد تک آزاد ہے بلکہ ایک اور آسانی یہ ہے کہ اس کے حروف انگریزی حروف کی طرح صرف ہونٹوں سے جاری ہوتے ہیں اور مخارج کی مشکلات سے پاک ہیں۔

عرب ملکوں میں ملائشی طلباء

دنیائے اسلام کے بیشتر ملکوں خصوصاً پاکستان ترکی وغیرہ کے علاوہ عرب ممالک مثلاً سعودیہ، اردن، خلیجی ریاستیں (عرب امارات) شام، مراکش، لیبیا وغیرہ میں ملائشیا کے طلباء کی کثیر تعداد علوم و فنون کے تقریباً ہر شعبہ میں تعلیم و تربیت حاصل کر رہی ہے بلکہ بھارت کے شہروں تک میں آپ کو ملائشی طلباء ضرور نظر آئیں گے۔

تعداد کے لحاظ سے مصر میں تقریباً ۵۰۰ طلباء، خلیج اور سعودیہ میں ۷۰۰ کے لگ بھگ،

مراکش میں ۰۰ طلبہ، اردن میں ۴۲، اور شام میں ۸۷ طلبا حصولِ علم و فن کے لیے مقیم ہیں۔ باہر کی جامعات سے تربیت پا کر واپس آنے والے طلبہ زندگی کے ہر شعبے میں بڑے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں اور خاص طور پر حضارۃ الاسلامیہ کی تعمیر و ترقی میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

ملائشیا کے فنون کا ذکر

حضرات!

بس ضروری سمجھتا ہوں کہ ملاوی زبان کی خدمات کے ذیل میں ملائشیا میں پائے جانے والے فنون کا ذکر بھی کر دوں کیونکہ زبان کا مکمل دخل وہاں بھی موجود ہے جہاں تک حضارۃ الاسلامیہ کی نشوونما کا تعلق ہے تو یہ ان مظاہر میں بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ بہر حال میں صرف چند اہم فنون کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔

فنِ تعمیر

۱۔ المسجد الوطنی

ملائیشیا کے صدر مقام کوالالمپور کی سیاحت کے لیے آنے والے اس مسجد کے نظارے سے ضرور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہ جنوب مشرقی ایشیا کی شاید سب سے بڑی مسجد ہے۔ یہ مسجد اس لیے بھی معروف ہے کہ اسلامی اجتماعات کا مرکز ہے بلکہ دعوت و اشاعتِ اسلام کے جملہ امور جن کا تعلق پورے ملک سے ہے یہیں طے ہوتے ہیں۔

۲۔ مسجد شاہ عالم

اسے بھی ایک بڑی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

۳۔ مسجد کامپونچ ہولو

اسے مسجد شمس الدین بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ملائشیا کی قدیم مساجد میں سے ایک ہے اور نوادر میں شمار ہوتی ہے۔

۴۔ مسجد ترانکویرہ

یہ بھی مسجد کا مپونگ ہولو کی طرح ریاست ملاکا میں واقع ہے اور چینی طرز تعمیر کا نمونہ ہے۔

۵۔ مسجد ابی بکر اور ۶۔ مسجد زاہر

میں نے ان مساجد کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا ہے کہ آپ کو یہ جان کر خوشی ہو کر ملایشیا کے لوگ حضارۃ الاسلامیہ کی تعمیر و ترقی میں اسلام کے فنِ تعمیر اور فن نقاشی کو نہیں بھولے اور اس فن کے اظہار کے لیے عبادت گاہوں کو ترجیح دی گئی ہے۔

المرکز الاسلامیہ

کوالالمپور ہی میں مسجد وطنی سے کچھ فاصلے پر سٹیٹ آفس کی ایک بہت بڑی عمارت ہے جسے المرکز الاسلامیہ بھی کہا جاتا ہے اس کا افتتاح ۱۶ ستمبر ۱۹۸۵ء کو ہوا۔

اسلام بطور دین ملایشیا میں ساتویں صدی سے وارد ہوا اور اس کے ورود سے فنِ تعمیر کے میدان میں حیرت انگیز جدت طرازیاں دیکھنے میں آئیں۔ فنِ تعمیر جسے ہمارے ہاں فن مورشی کہا جاتا ہے، اس کے نمونے صرف مساجد ہی کی شکل میں نہیں بلکہ ریاستی عمارات، محلات، تجارتی مراکز، سرکاری دفاتر اور بعض مخصوص منازل کی صورت میں بھی پورے ملایشیا میں جگہ جگہ فن کے متلاشیوں کو مرعوب کرنے کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں مراکز تحفیظ القرآن والقرآت، پبلک لائبریریز، جلسہ عام اور دوسری کانفرنسوں کے لیے ہال اور مینارات کا تفصیلی تذکرہ حاضرین کے لیے مناسب نہ ہوگا۔

مرکز اسلامی نے سن ۱۹۷۴ء میں ادارۃ الشئون الاسلامیہ کے قیام کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ یہ گویا اسلام سے متعلق سارے معاملات کے بارے میں سوچ بچار اور عمل دخل کو محیط ہوگا۔ تاہم مرکز اسلامی کا دائرہ کار پورے ملایشیا میں اسلام کی دعوت و تبلیغ، تعلیم و تعلم اور ترویج و تنقید کے جملہ امور کے بارے میں سہولیات مہیا کرنا ہے۔

البنک الاسلامی

اس وقت ملایشیا میں پندرہ سے زیادہ اعلیٰ پائے کے تجارتی بنک کام کر رہے ہیں۔ البنک

اسلامی اقتصادیات کے مطابق مالی امور کو سرانجام دینے کے لیے ایک ایسے بنک کا ہونا ناگزیر ہے جو سود خوری، منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی سے پاک معیشت کے اہتمام میں اپنا کردار ادا کرے۔ سب سے پہلے تو حجاج کے لیے بچت سکیم شروع کی گئی۔ اس کے بعد اسلامی انشورنس کمپنی کا آغاز ہوا اور اقتصادی نشوونما کے لیے اسلامی تنظیم کا قیام عمل میں آیا تاکہ اسلامی بنک کے اجرا کے لیے راہ ہموار کی جا سکے۔ اور جب بنک قائم ہوگیا تو پورے میں اس کی شاخیں کھل گئیں اور عرب ممالک میں کام کرنے والے اسلامی بینکوں سے تعاون اور رہنمائی کی مساعی بھی ہونے لگیں۔

نقاشی اور کندہ کاری

یہ ایک بہت ہی نازک فن ہے جس میں بڑی باریک بینی اور عرق ریزی کی ضرورت ہے۔ اس فن میں ملائیشیا کے ماہرین فن نقاشوں نے بے مثال کام کیا ہے اور اس صنعت میں عرصہ ہزار سال سے داد فن دے رہے ہیں۔ مسجدوں، منبروں، میناروں اور یادگاروں کے در و دیوار اس کے شاہد ہیں بلکہ فن کتابت اور فن خطاطی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا گیا ہے یہاں پچی کاری کے فن کا ذکر کرنا اہم ہوگا کیونکہ اس فن میں بھی ہمارے لوگوں نے بڑا کام کیا ہے۔

اس کے علاوہ تلاش نوادر معدنیہ کے شعبے میں بھی ملائیشیا کے لوگ کسی سے پیچھے نہیں۔ قدیم تمثیلیں، آثار قدیمہ، غرض کوئی بھی نایاب اور نادر شے جو اس علاقے میں پائی جاتی ہے اس کے حصول کی حتی الامکان کوششیں کی گئی ہیں۔

شیشہ کاری، میناکاری، کشیدہ کاری، غرض قدیم اور قبائلی آرائش و زیبائش کے فن کے کمالات کو بھی محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

نورباقی، بُنائی اور دستکاری کے دوسرے امور

جہاں تک ہاتھ سے کام کرنے والی دستکاریوں کا تعلق ہے تو اس میدان میں بھی اہل ملائیشیا کسی سے پیچھے نہیں بلکہ سوتی اور ریشمی کپڑے کی حرفت تو خاص مقبولیت رکھتی ہے اور اسے سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہے بلکہ سلاطین و ملوک تو پرانے وقتوں میں ان امور میں خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے۔

چاندی کی قلعی کاری، طلائی میناکاری اور سکوں پر نقاشی کا کام کرنے والے بھی اس ملک میں موجود ہیں۔ غرض اسلامی فنون کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں کام نہ ہوتا ہو۔

حضارۃ الاسلامیہ کے اثرات

اسلامی علوم و فنون کے بارے میں اس مختصر تعارف کے بعد ملایشیا میں حضارۃ الاسلامیہ کے اثرات کا عمومی جائزہ بے محل نہ ہوگا۔ اسلام جب سے پھیلا اور ملایشیا کے سرکاری دین کی حیثیت اختیار کر گیا تو اس کے تمدن اور رسوم و رواج میں دُور رس تبدیلیاں آئیں۔ عقائد و اعمال بھی اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ڈھلے۔ جو بھی اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہے گا تو اسے توحید، رسالت، آخرت پر ایمان کے بعد نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج کو اپنی زندگی کا رہنما قرار دینا ہوگا بلکہ پوری اخلاقیات ہی اللہ و رسولؐ کے احکامات کے تحت منقلب ہو جاتی ہے۔ اسلام کو مان لینے کے بعد انفرادی اور اجتماعی، ہر معاملے میں صبغۃ اللہ کا پرتو نظر آنے لگتا ہے۔

جہاں تک ملایشیا کا تعلق ہے تو یہ سن ۱۹۵۷ء کے یوم آزادی کے بعد سے مسلسل اس کوشش میں ہے کہ عرب ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو دینی پس منظر میں استوار کرے۔ ثقافتی، اقتصادی، ادبی اور معاشرتی تعلقات کے ضمن میں کام کرنے کے لیے کئی تنظیمیں اور انجمنیں کام کر رہی ہیں جن کا سب سے پہلا اثر حاجیوں کی تعداد پر پڑا ہے جو ۱۹۹۰ء میں ۰۰۰ر۳۰ سے بڑھ گئی ہے جبکہ کل آبادی ۱۷ ملین پر مشتمل ہے جن میں ۵۵ فیصد مسلمان ہیں۔ اسی طرح ملائشی طلبا جو عرب ممالک کے مدارس اور جامعات میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان کی تعداد ۲۵۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔

عربی کلچر (الثقافۃ العربیہ)

اسلام کی اشاعت کے بعد اس ملک کی تہذیب کو نیا رُخ دینے والی سب سے مؤثر قوت عربی کلچر ہے جس میں شعر و ادب کو خاص دخل حاصل ہے۔ عرب ثقافت میں سب سے نمایاں چیز ان کی عصبیت ہے جسے منفی معنوں میں حسب نسب پر فخر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے لیکن علم النسب قبیلوں اور افراد کی پہچان کے کام بھی آتا ہے۔ اس فن میں ابن الکلبی اور ابن حزم وغیرہ کی کتابیں خاص طور پر مشہور ہیں۔ البتہ ملاوی تہذیب پر اس علم کے کوئی خاص اثرات نہیں۔ اس کے برعکس شعر و شاعری میں ملایشیا کے لوگ قدیم دور سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ تاہم اس میں

عرب شعرا کی طرح مسجع مقفع انداز اختیار نہیں کرتے۔
شاید کچھ لوگوں کو یہ بات عجیب لگے کہ ملایشیا کے فن موسیقی اور آلاتِ موسیقی پر عربی موسیقی اور اس کے آلات کے اثرات بہت گہرے ہیں۔ نیز رقص و سرود کے فن نے بھی کم اثر نہیں چھوڑا۔

ترجمہ و تالیف کی تحریک

علوم اسلامی، تفسیر، حدیث، فقہ، سیر، مغازی اور علم التاریخ میں عربی میں ہونے والے کام کے ملاوی زبان میں تراجم نے اسلامی تہذیب کے اثر و نفوذ میں اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ اس کام کو باقاعدہ ایک تحریک کی شکل دے کر وسیع بنیادوں پر کام ہوا جس نے فکر و عمل کو اسلامی رخ دینے میں بڑی معاونت کی۔

میں اس سلسلے میں قدرے تفصیل سے اپنے تاثرات پیش کروں گا۔

تفسیر میں سب سے پہلے الجلالین، بیضاوی اور حدیث میں ریاض الصالحین، سنن ابی داؤد اور رالجز المازی کا ترجمہ ہوا۔ اس شعبے میں کام کرنے والوں میں پیش پیش شیخ داؤد فطانی، شیخ ادریس المرباوی، شیخ ارشد بنجر، شیخ داؤد بالمبانج وغیرہ کے اسمائے گرامی ہیں۔ اسی طرح عربی/ملاوی لغات میں سب سے مشہور القاموس المربوی ہے جس کے مؤلف شیخ ادریس المرباوی ہیں۔ نیز صحیح البخاری اور صحیح مسلم کا ترجمہ بھی مکمل ہو گیا ہے۔

اس کے علاوہ تاریخ اسلامی، فقہ و قانون پر کئی مشہور کتابوں کا ترجمہ ہوا۔ بہرحال تفسیر "فی ظلال القرآن" کا ملاوی زبان میں "فیضان الرحمٰن" کے نام سے ترجمہ ہوا۔ اسلامی مؤلفات جو انڈونیشیا میں طبع ہوتی ہیں، چاہے وہ انڈونیشی زبان ہی میں ہوں وہ ملایشیا کے بازاروں میں بافراط دیکھی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ اکثر ملائشی باشندے یہ زبان جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ سائنٹیفک علوم مثلاً جغرافیہ، کیمیا، طبیعیات، فلکیات، طب، ریاضی پر انگریزی میں لکھی جانے والی معیاری اور اعلیٰ کتابیں بھی ملاوی میں ترجمہ کر کے مدرسوں، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں کو مہیا کی جاتی ہیں تاکہ طلبا اور علما ان سے حسب ضرورت استفادہ کر سکیں۔ چونکہ عربی زبان میں اس قبیل کی کتابیں ذرا کم دیکھنے میں آتی ہیں اس لیے انگریزی ہی سے براہ راست ان کا ملاوی میں ترجمہ کر لیا جاتا ہے۔

خوش آئند بات یہ ہے کہ آج کل ملایشیا میں حکومت کے کارپرداز، یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور مختلف علمی و ثقافتی تنظیموں کے سرپرست ذاتی طور پر ترجمہ و تالیف کے کام میں دلچسپی لیتے ہیں

بلکہ اس کام کے سارے مراحل کی نگرانی کرتے ہیں حتیٰ کہ کتابیں پڑھنے والوں کی پہنچ تک پہنچوانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور صرف ملادی زبان ہی کے بارے میں یہ تردد نہیں ہوتا بلکہ کچھ اہم غیر ملکی زبانیں جن میں چینی، انگریزی، عربی اور انڈونیشی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اہل ملائیشیا کی علمی، شعوری اور دینی تعلیم و تربیت پر ان کی علمی خدمات کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں اس طرح انشاء اللہ جدید ملائیشیا کی تہذیب و تمدن کی تعمیر و ترقی میں شاندار پیش رفت ہو گی۔ ایک اور فائدہ اس سے یہ ہو گا کہ ہمارے عربوں اور غیر عرب مسلمانوں سے روابط میں بھی نمایاں اضافہ ہو گا۔

آخر میں، میں ایک بار پھر آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بڑے تحمل سے میری خشک باتیں سنیں۔

والسلام علیکم